میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے مسلم'' جہلم

اللہ باری تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اپنے انعامات کی جو برکھا برسائی ہے، اس کا شمار، بارش کے قطرات کی طرح ناممکن ہے۔ مگر اس رحمٰن ورحیم اللہ نے، سیدنا ومولانا محمد ﷺ کی بعثت کو مومنین پر اپنا احسان عظیم فرمایا۔ مومنین واقعی بڑے خوش قسمت ہیں جن کو حضور اقدسؐ کی امت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا جتانا ضروری ٹھہرا اور واجب ہوا کہ بے شمار انعامات میں سے اسے الگ کر کے امتیازی طور پر بیان فرمایا جائے۔ جب احسان ہے تو عام قاعدہ ودستور کے تحت اس پر شکر بھی واجب ہے۔ پس ہم اپنے رب تعالےٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں حضور اقدسؐ عطا فرمائے۔

حضور اقدسؐ جیسا بیش بہا عطیہ الٰہیہ پا چکنے کے بعد ''جو کچھ ہمیں اللہ نے عطا فرمایا ہے، اس پر ہم خوشیاں مناتے ہیں''۔ یہ خوشی منانا قرآن میں مذکور ہے۔ سو ہم بڑے زور وشور سے خوشیاں مناتے ہیں۔ چوں کہ اس گراں بہا اور بیش قیمت انعام سے ہی دیگر تمام انعامات الٰہیہ کی ماہیت ظاہر ہوئی ہے۔ اور حضور اقدسؐ کی مبارک تعلیم سے ہی ہمیں شکر بجالانے اور خوشیاں منانے کے طریقوں کا علم ہوا ہے اور ہم اس انعام الہیہ کو اپنی جانوں، اولادوں اور اموال سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور ناموس رسالت پر اپنی جانیں تک نچھاور کر دیتے ہیں اور جو ایسا نہ کریں یا کرنے سے گریزاں ہوں اور رسالت مآبؐ کی آبرو پر کٹ مرنے کو تیار نہ ہوں وہ مومن نہیں ہیں۔

؎ محمدؐ کہ آبروئے ہر دوسرا است۔۔۔۔۔۔ ہر کہ خاک درش بنیست خاک برسراد

خاک کیا ہے؟ مٹی! مٹی پاؤں کے نیچے رہتی ہے۔ ہم جانتے ہیں مٹی ہمارے قدوم کی مخالفت ومزاحمت نہیں کرتی۔ سو ہم حضورؐ کے نقش پا ونشان راہ جسے شریعت اسلام میں سنت نبوی کہتے ہیں' کی ذرہ بھر اگر مخالفت کریں گے تو ہمارے سر پر خاک پڑے گی۔ یعنی ہم رسوا ہوں گے۔ اب اس مقام پر یہ دیکھنا واجب ہے کہ آیا ہم اقوام عالم میں معزز ومحترم ہیں یا ذلیل وخوار اور اگر ذلیل وخوار ہیں تو سمجھ لیں کہ ہم نے سیدنا ومولانا محمدؐ کی شکل میں ملنے والے انعام الٰہیہ کی نہ تو قدر کی ہے نہ اس کا حق شکر ادا کیا ہے اور نہ ہمیں وہ خوشیاں میسر آئی ہیں جن کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کشمیر، عراق، فلسطین اور افغانستان میں جو کچھ ہم پر بیت رہی ہے، اسے سامنے رکھیں تو بتائیں اس زندگی میں خوشی کا بھی کوئی موقع ہے؟ ہم آپ کی توجہ آیت ﴿لقد من اللہ علی المومنین....﴾

کے پورے مضمون کی طرف دلاتے ہیں۔ یہ احسان عظیم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مومنین کو قرآن کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ انہیں حکمت سکھاتے ہیں۔ ان کو پاک کرتے ہیں۔ آپ سے پہلے سب لوگ صاف گمراہی میں پڑے تھے۔ قارئین کرام دیکھیں کہ یہ احسان عظیم دراصل اس لئے ہے کہ مومنین قرآن سیکھیں اور حکمت کے ان گہر ہائے آبدار سے اپنی جھولیاں بھر لیں جو حضورؐ کی حدیث شریف کی شکل میں تا قیام قیامت تابدار رہیں گے اور اس پر حکمت خزانہ سے اس طرح فائدہ اٹھائیں کہ ہمارے ظاہر و باطن کی تمام برائیاں دور ہو جائیں اور ہم جسمانی و روحانی طور پر ایک نہایت ہی پاک صاف مخلوق بن جائیں۔ اور یہی منتہائے مقصود ہے اللہ تعالیٰ کا حضور اقدسؐ کی بعثت سے۔!

اب ہمارے محترم قارئین یہ بھی دیکھ لیں کہ کیا واقعی ہم مزکیٰ و مصفیٰ ہیں یا ہم میں اتنی اخلاقی، روحانی اور سماجی خرابیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے انسان ''اسفل سافلین'' میں جا گرتا ہے اور ''کالانعام'' سے بڑھ کر ''اضل'' ہو جاتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر اولاً ہم نے منت الٰہیہ کی ناشکری کی ثانیاً خوشیاں منانے کا جھوٹا ادعا کیا۔

اب ہم خوشیاں منانے کو لیتے ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول کا غلام بنایا ہے۔ **عید الفطر اور عید الاضحیٰ** خوشیوں کے لئے مقرر فرمائی گئی ہیں۔ ہماری عید کی ابتدا غسل، اچھے کپڑے، خوشبو، تکبیرات اور نماز عید سے ہوتی ہے۔ میٹھے لذیذ ماکولات و مشروبات ہم پر حلال کر دیئے گئے ہیں۔ دوست احباب کی دعوت اور تحائف کا تبادلہ جائز کر دیا گیا ہے۔ یہ خوشی منانا ہم کو سکھایا گیا ہے۔ اب جو کچھ ہم عیدین پر کرتے ہیں۔ فلمیں دیکھتے ہیں۔ کتے لڑاتے ہیں۔ عریاں لباس پہنتے ہیں۔ ہیجڑے نچاتے ہیں۔ ٹی۔ وی پر راگ رنگ اور ناچ رقص کرتے اور دیکھتے ہیں اور جس جس طرح سے خوشیاں مناتے ہیں۔ وہ اس لئے روا نہیں ہو جائیں گی کہ عید اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور ہم عطیہ الٰہیہ پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ بدستور حرام رہے گا کیوں کہ اسلام نے خوشی منانے کا ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے اور جونہی ہماری خوشیاں اس ضابطہ کو توڑیں گی، وہیں معصیت کا ارتکاب ہوگا۔ اولاد نرینہ اللہ کا بڑا انعام ہے۔ اس پر خوشیاں منانے کا ایک طریقہ بتا دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ بچے کا اسلامی نام رکھو۔ ساتویں دن اس کا سر منڈاؤ۔ بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو اور اگر توفیق ہو تو عقیقہ کرو اور نومولود لڑکا ہو تو اس کا ختنہ کراؤ۔ مبارک سلامت کہو۔ نومولود کی درازی عمر اور علم و عمل میں برکت کی دعا کرو۔ خوشی میں چاہو تو اعزہ و اقارب

و احباب کو شیرینی کھلا دو، بچے کی پھوپھیوں کو چاہو تو پارچات دو، توفیق ہو تو غرباء کو نہال کر دو۔ بچہ اللہ کا عطیہ ہے اس پر خوشیاں منانے کو مباح کر دیا اور طریقہ بھی بتا دیا۔ اب کوئی اٹھے اور ہیجڑے نچوائے اور طوائف کا مجرا کرائے تو یہ خوشیاں منانا نہیں بلکہ معطی کی نافرمانی ہے۔ اللہ کی عطاؤں پر خوشیاں منانے میں مسلمان من مانیاں نہیں کر سکتا۔ من مانی کیا ہے؟ ہوائے نفس کی پیروی! جس نے ایسا کیا بحکم قرآن اس نے ہوائے نفس کو الٰہ بنا لیا اور شرک کیا۔ ہمارے لئے ہماری طرف حضور اقدس ﷺ کو نبی کر کے بھیجا جانا نعمت عظمیٰ ہے۔ یقیناً ہمیں قرآنی مفہوم ﴿بما اٰتاهم الله﴾ کے بموجب ان پر خوشیاں منانا چاہیے، ہمیں اپنی خوبی قسمت پر اترانا چاہیے۔ ہمیں اپنے بخت کی رفعت اور اقبال کی عظمت پر فخر کرنا چاہیے اور ہم بجا طور پر ایسا کرتے ہیں اور اپنے اللہ تعالیٰ کے احسان و امتنان پر شکر بجا لاتے ہیں اور اس سلسلے میں اس پاکیزہ صفات اور عزکی جماعت کے خوشیاں منانے کے انداز کو سامنے رکھتے ہیں۔ اور وہ انداز ہے حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنے تمام معاملات حیات و ممات میں حکم مانتے ہیں یہ [illegible]

﴿فلا و ربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم.....﴾ کا یہی تقاضا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو اپنی ہر عزیز شے سے کہیں بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سنت مطہرہ، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کی حیات پاکیزہ کے جلی و خفی تمام پہلوؤں کو اپنے لئے آخری اتھارٹی اور واحد معیار ہدایت مانتے ہیں۔ ہمارے لئے ہر وہ عمل ناقابل قبول ہے جس پر حضور اقدس ﷺ کی اجازت کی مہر نہ لگی ہو۔ ہم آپ ﷺ کی ولادت باسعادت، عہد طفولیت، آپ ﷺ کا شباب، آپ ﷺ کی مناکحت، آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کی ہجرت، آپ ﷺ کی تبلیغ، آپ ﷺ کی فتوحات، آپ ﷺ کے معاہدات، اور آخر کار آپ ﷺ کا وصال دن رات بیان کرتے، سنتے اور سناتے ہیں اور یہ حکایت اتنی شیریں ہے کہ ہماری زبان کسی دوسرے تذکرے سے حلاوت نہیں پاتی۔ آپ ﷺ کا ذکر خیر اسلام ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ یوں ذکر محمدی دراصل ذکر الٰہی ہے۔ مگر ہم میلاد مصطفیٰ کو عید نہیں کہتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عید نہیں کہا اور آپ ﷺ کے اصحابؓ نے اسے عید کے طور پر نہیں منایا۔ آخر اصحاب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ سے کس کو ہوگی اور اگر کوئی حضور ﷺ سے محبت میں اصحابؓ سے بڑھا ہوا ہونے کا مدعی ہے تو وہ بے وقوف ہے۔ اگر اصحاب رسولؓ نے یہ جشن منایا ہوتا تو ہم یہ جشن سب سے پہلے مناتے اور اگر انہوں نے میلاد کے جلوس نکالے ہوتے تو ہم ایسے جلوسوں میں ہر اول دستہ ہوتے۔ یہ جشن، جلوس اور عید منانا اگر واقعی کوئی نیکی ہوتی تو اصحابؓ یہ ضرور کرتے بلکہ

حضور اقدس کی والدہ محترمہ یہ جشن مناتیں۔ پھر حضور خود مناتے اور چونکہ ایسا نہیں ہوا، اس لئے جو یہ خود ساختہ نیکی کرنے کے درپے ہے وہ دراصل اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ آگے بڑھنا کتنا بڑا جرم ہے، اسکا حال قرآن میں پڑھ لو۔ اس کی ممانعت ہے۔ قول و فعل نبی قول و فعل رب تعالےٰ ہے، اسی میں نبی ﷺ کی اجازت بھی ہے۔ قول و فعل نبی ﷺ سے آگے بڑھنے کا نام بدعت ہے۔ حضور اقدس کی اجازت عملاً حضور کی سنت ہے۔ اور اسی میں نجات پنہاں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یا "اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے پہلے تم سبقت نہ کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تمھارے (اقوال) کو سننے والا اور (اعمال کو) دیکھنے والا ہے"۔ (الحجرات)

ہمیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ساری نورانی تعلیم پر اس لئے عمل کرتے ہیں کہ ہم مزکی ہو جائیں اور اس تزکیہ کے نتیجے میں ہمیں اللہ رحمن و رحیم کی رضا حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ اصحاب رسول ﷺ کو حاصل ہوئی تھی۔

﴿لقد رضی اللہ عنہم﴾ کا یہی مقصود و مفہوم ہے اور یہی ہمیں بھی مطلوب و محبوب ہے۔ ہماری ساری جدوجہد صرف اور صرف اس لئے ہے کہ ہم عند اللہ محبوب ہو جائیں اور قرآن مجید میں محبت الٰہیہ کے حصول کا ایک واضح طریقہ بتا دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: ﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ.....﴾ (آل عمران) ترجمہ: "(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (تو پھر) اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے (بلکہ) تمھارے گناہ بھی معاف فرما دیں گے۔ اور وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والے ہیں"۔

یہ مضمون بڑا توجہ طلب ہے۔ مسلمانوں کا فوز عظیم اپنے اللہ تعالےٰ کی محبت کا پالینا ہے اور اس محبت کی سچی طلب ہو تو وہ حضور اقدس کی اتباع کرے، آپ کی سیرت اور سنت پر ایسے طریقے پر کاربند رہے کہ بال برابر کمی بیشی نہ کرے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ آیا حضور اقدس نے خود یا آپ کے اصحاب نے عید میلاد النبی کو عید کے طور پر منایا تھا یا نہیں؟ اسے جشن کہا تھا یا نہیں؟ اس پر سرکوں پر گشت کیا تھا یا نہیں؟ اگر کیا تھا تو ہمیں بھی منائیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہو سکیں اور اگر نہیں کیا تھا تو اس سے رجوع کریں۔

احیائے سنت پر سو شہید کا ثواب معہود ہے مگر پہلے سنت تلاش کرنا واجب ہے اور اگر وہ متروک ہو گئی ہے تو اسے

زندہ کرنا فرض عین ہے۔ مثلاً نماز تراویح تین رات باجماعت پڑھانے کے بعد حضورؐ نے اس خیال سے ترک کر دی کہ کہیں اپنی حد درجہ پسندیدگی کے باعث اللہ تعالیٰ باجماعت نماز تراویح مسلمانوں پر فرض نہ کردیں۔ پھر حضور اقدسؐ کی رحلت کے بعد جب کسی نئے فرض کے عائد کئے جانے کا امکان جاتا رہا تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اس تین روزہ سنت کا احیا کرتے ہوئے، نماز تراویح باجماعت رائج کردی۔ ان کے اس اقدام کی بنا سنت پر ہے نہ کہ بدعت پر ہمارے نزدیک بدعت کی سیئہ اور حسنہ میں تقسیم غلط ہے تاہم اگر اس تقسیم پر ہی اصرار ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا یہ فیصلہ حسنہ کی مثال ہے اور اگر آج بھی حضور اقدسؐ کی کسی ایسی سنت کا احیا کردیا جائے جسے ہم نے اپنی غفلت سے ترک کردیا ہے تو میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ اسے احیائے سنت کا خوبصورت نام دیا جائے کیونکہ اس عمل کو حدیث میں اسی نام سے مذکور کیا گیا ہے نہ کہ بدعت حسنہ سے۔ لہٰذا وہ اہل علم جو اس تقسیم کے قائل ہیں وہ یہ ضرور یاد رکھیں دین محمدی میں اب کوئی بھی نیکی کا کام بیشک وہ بڑا ہی حسین ہو شامل نہیں کیا جاسکتا۔

روایتی عید میلاد النبی ﷺ منانے کا جواز ؟

مومنین پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک انعام کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے ﴿لقد من الله على المومنين.... ﴾
''بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا''۔

ہم اہل اسلام اپنی خوبی قسمت پر نازاں ہیں کہ محمد ﷺ ہمارے نبی اور ہم آپؐ کے امتی ہیں۔ اس نعمت عظمیٰ پر جتنا شکر واجب ہے، وہ ہم سے ہو نہیں سکتا۔ یہ شرف کہ ہم رسول اعظم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں، اتنا بڑا ہے کہ ہم اس کی وجہ سے جمیع اولاد آدم پر گواہ لائے جائیں گے۔ ہم خوشی سے جامے میں نہیں سماتے اور اس خوشی کا اظہار کرنے کی تدبیر کرتے ہیں۔ اس خوشی کا اظہار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ایک خوش خبری سنائی ہے اور خوشی کے اظہار کا طریقہ بھی بتادیا کہ اپنے نبیؐ کی سنت مطہرہ پر عمل کرو، ان کی تعلیمات پر اپنی زندگی استوار کرو تو تمھیں جنت کی خوش خبری ہے۔ اور اگر تم نے اس نبیؐ کی سنت و تعلیم سے اغماض برتا اور اس ہدایت سے منہ موڑا جو اس نبیؐ پاک کے ساتھ ہم نے تمھارے لئے بھیجی ہے تو پھر تمھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ہماری دنیا اور خصوصاً انگریزی تہذیب کے زیر اثر یوم ولادت منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مشاہیر عالم کے دن بھی ان کی اقوام مناتی ہیں مگر یہ سب کچھ دنیوی طریقہ ہے۔ آج کسی پاکستانی گھرانے میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو خوشی منائی جاتی ہے۔ اور ہیجڑے نچائے جاتے ہیں۔ کیا ہیجڑے نچانا اس لئے روا ہو جائے گا کہ اس سے

خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔نہیں، ہرگز نہیں! کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو دوستوں کو خوشی اور دشمنوں کو غمی ہوتی ہے۔ یہ ایک مسلّم دستور زمانہ ہے۔لیکن دوستوں کو بھی اسلام یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس خوشی کے اظہار کے لئے کوئی غیر شرعی طریقہ اختیار کریں۔عید پر مسلمانوں کو خوشیاں منانے کی اجازت ہے مگر کوئی اٹھ کر رقص کرنے لگ جائے تو وہ روانہ ہوگا۔ دنیا پر دین کو قیاس کرنا اور دنیوی رسم ورواج سے اسلام کے احکامات اخذ کرنا، حد درجہ گمراہی ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ دنیا دین کے تابع ہے نہ کہ اس کے برعکس۔ آج بندے اپنی اپنی سالگرہیں خود مناتے اور کیک کاٹتے ہیں۔مگر اس سے یہ دلیل نہیں پکڑی جاسکتی کہ یہ اسلام کا طریقہ کار ہے۔اللہ کے ایام کا تعین اور شعائر اللہ کا تقرر خود اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم ان میں اپنا تصرف داخل کردیں اور کچھ ایام اللہ اپنی طرف سے مقرر کرلیں۔رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی میں 63 سال تک زندہ رہے آپؐ کے گرد آپؐ کے جانثار صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر جماعت تھی جو اپنی بات کا آغاز فداہ اَبی وامی سے کرتی۔ کیا حضورؐ نے اپنی ولادت کا دن منایا اور کیا آپؐ کے صحابہؓ نے آپؐ کے سامنے یا آپؐ کے بعد اس دن کیک کاٹے، جلوس نکالے یا خوشی کے اظہار کے موجودہ طریقوں میں سے ایک بھی اپنایا۔ پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اسلام میں دن منانے، سالگرہیں چتارنے کی کوئی گنجائش ہے۔ اور اگر ہے تو پھر یہ بتانا چاہیے کہ اس کی غرض وغایت کیا ہے؟ سوال کے پہلے حصے کا جواب تو صاف نفی میں ہے ولادت واقعی خوشی کا موقعہ ہوتا ہے مگر اسی طرح مرگ غمی کا! میرے مطالعہ میں قرآن وحدیث کا اکثر حصہ آیا ہے مجھے ایسی کسی گنجائش کا سراغ اس مطالعہ کے ذریعے نہیں ملا ہے۔ البتہ غمی کے موقع پر سوگ کی گنجائش موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس گنجائش کا غلط استعمال کرتے ہیں۔لیکن سوگ کی سنت بہر حال موجود ہے۔جبکہ میلاد پر جشن عید کی کوئی سنت، نظیر یا گنجائش موجود نہیں ہے۔

دنیوی مشاہیر کے دن منانے کی ایک ضرورت ہوتی ہے کہ ان کی قومی خدمات کا تذکرہ ہو جائے اور ان کی قائم کردہ مثالیں دوسروں کے لئے نشان راہ بنیں مگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر معاملہ طے کردیا ﴿ورفعنا لک ذکرک﴾ حضورؐ اقدس کی یاد ہر دم تازہ ہے۔اللہ تعالیٰ، فرشتے اور مومنین آپؐ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ آپؐ کا ذکر خیر دن رات ہوتا ہے۔مومنین دنیا میں جو گفتگو کرتے ہیں، اس میں کسی نہ کسی قرینے سے آپؐ کی فرمودات وتعلیمات کا ذکر پاک ہوتا ہے۔اذان میں آپؐ کا نام مبارک دن میں پانچ مرتبہ زمین وآسمان میں گونجتا ہے۔

دنیوی مشاہیر کے دن منانے میں ثواب کمانے کا عندیہ نہیں شامل ہوتا۔ وہ صرف دنیوی لحاظ سے ایک طریقہ بن گیا ہے۔ جو اگر مذہبی تقدس کے حوالے سے منایا جائے اور اسے اسلام کا کوئی حکم مان کر منایا جائے تو ہم اس کی مخالفت میں بھی آواز اٹھائیں گے۔ مثلاً قائداعظم کے یوم ولادت پر قومی تعطیل ہوتی ہے لوگ ریلیاں نکالتے ہیں، جلسے منعقد کرتے اور حصول پاکستان کے لئے ان کی تاریخ ساز جدوجہد بیان کرتے ہیں۔ ہم اس کے جواز یا عدم جواز پر اس وقت بحث کریں گے جب اسے نیکی سمجھ کر کیا جائے گا۔ اس کی ایک اہمیت تو بہرحال ہے کہ نئی نسلوں کو اس ذریعے سے اس پس منظر سے آگاہ رکھا جاسکتا ہے جس میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا۔ بہرحال ہم ذاتی طور پر اس طرح یہ دن بھی نہیں مناتے۔ اس لئے قائداعظم کے یوم ولادت سے دلیل پکڑ کر حضور اقدس کے میلاد کا جواز نہیں نکالا جاسکتا۔ کسی بھی دنیوی معاملے پر قیاس کر کے دینی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ میلاد منانے والے حضرات کے جن دلائل کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

یہ میلاد آج سے کچھ عرصہ پہلے بارہ وفات کہلاتا تھا۔ حضورؐ کا یوم ولادت ۹ ربیع الاول ہے یا بارہ ربیع الاول یہ الگ بحث ہے۔ اگر بارہ کو وفات ہوئی تھی تو عید میلادالنبی غیر ہی اور اگر ولادت اور وفات دونوں بارہ کو ہوئیں تو پھر معاملہ اور بھی سنگین ہو جاتا ہے کہ وفات والا دن عید کے طور پر تو منانا چاہیے۔ اور اگر ۹ کو ولادت اور بارہ کو وفات ہوئی تو ہمارے میلادی دوستوں کو اپنے قاعدے سے ۹ کو عید اور ۱۲ کو برخاست چاہیئے۔ ان کے لئے مثال موجود ہے۔ شیعہ بھائی بھی تو حضرت حسینؓ کے یوم شہادت پر ماتم کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا بدرجہ اولیٰ حق بنتا ہے کہ ۹ کو عید میلادالنبی منائیں اور ۱۲ کو شیعی سنت کے تحت حضورؐ کی وفات پر ماتم کریں۔ اور دن جلوس نکالیں کیونکہ عید اور مرگ دونوں مواقع پر حلوہ مباح ہے۔ اسلام کے مسائل و احکام کی صحت پر پنجابی رسم و رواج یا دوستی و دشمنی کے جاہلی نظریات سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہم یہ پیغام علماء کے لئے نہیں بلکہ مسلم عوام کے لئے دے رہے ہیں۔ عوام اپنی فکر کریں میدان حشر میں حامیان و بانیان بدعت متبعین بدعت کی خلاصی نہ کرا سکیں گے۔

جامع مسجد اہل حدیث پوران میں تبلیغی و اصلاحی پروگرام

مورخہ 8 مئی بروز اتوار جامع مسجد اہل حدیث پوران میں تبلیغی و اصلاحی پروگرام زیر صدارت مولانا مفتی محمد شفیع نائب مدیر جامعہ علوم اثریہ ہوا جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری عبدالوہاب صدیقی کے نعتیہ کلام کے بعد مولانا حافظ محمد اقبال شہزاد، قاری محمد یوسف راشد اور مولانا شاہ نواز نے خطاب کیا۔